محمد حمزہ فاروقی

ساغر نظامی اور عزیز احمد کی ناشرین سے مکاتبت

زیرِ نظر مجموعۂ خطوط اور معاہدات پروفیسر عزیز احمد اور شیخ نذیر احمد، مالک تاج آفس، محمد علی روڈ، بمبئی کے درمیان عزیز احمد کی تصانیف آگ اور مرمر اور خون کے سلسلے میں وجود میں آئے تھے۔ آگ ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ خطوط اور دستاویزات اصل شکل میں راقم الحروف کے ذخیرے میں موجود ہیں۔

دوسرا معاہدہ ساغر نظامی اور شیخ نذیر احمد مالک تاج آفس کے درمیان طے پایا تھا۔ ان دونوں معاہدات اور خطوط میں واضح فرق یہ نظر آیا کہ عزیز احمد معاملہ طے کرنے میں قاعدے قرینے اور تاریخ کے پابند تھے جب کہ ساغر نظامی ان کے مقابلے میں بہت سادہ لوح ثابت ہوئے۔ اُن کی سادہ لوحی اس امر سے ظاہر ہوتی تھی کہ ان کے مجموعۂ کلام بادۂ مشرق کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا اور دوسرا ایڈیشن ناشر نے مصنف کے علم میں لائے بغیر ۱۹۴۴ء میں شائع کیا۔

شیخ نذیر احمد نے بادۂ مشرق اور موج و ساحل کے پنج سالہ حقوقِ اشاعت تین ہزار روپے کے عوض فروخت کر دیے لیکن اس معاہدے میں ساغر نظامی صاحب نے کہیں تاریخ درج نہ کی۔ معاہدے میں یہ فقرہ درج تھا کہ ''یہ مدت آج سے شروع ہوئی ہے۔'' لیکن انھوں نے تاریخ لکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس فروگزاشت کی بِنا پر معاہدہ نامکمل اور ناقص تھا۔

ان دونوں مصنّفین کے سوانحی خاکے درجِ ذیل ہیں۔

عزیز احمد ۱۹۱۲ء میں حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔ جامعہ عثمانیہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان چلے گئے اور ۱۹۳۸ء میں لندن یونی ورسٹی سے بی اے (آنرز) کیا۔ لندن سے واپسی کے بعد آپ جامعۂ عثمانیہ کے شعبۂ انگریزی سے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۲ء تک بحیثیت استاد وابستہ رہے۔ اس کے بعد آپ شہزادی درِشہوار کے اتالیق بنے اور یہ خدمت ۱۹۴۶ء تک انجام دیتے رہے۔ اتالیقی سے

فراغت پانے کے بعد ۱۹۴۶ء میں جامعۂ عثمانیہ کے شعبۂ انگریزی کے استاد مقرر ہوئے اور یہ سلسلہ ۱۹۵۰ء تک جاری رہا۔

ستمبر ۱۹۴۸ء میں سقوطِ حیدرآباد کے بعد آپ پاکستان تشریف لائے اور ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء تک حکومتِ پاکستان کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۹۸۵ء میں لندن کے اسکول برائے علومِ شرقی وافریقی (SOAS) میں آپ کا تقرر بحیثیت استاد ہوا اور ۱۹۶۰ء میں آپ ٹورنٹو یونی ورسٹی میں بحیثیت استاد وابستہ ہوئے۔ ۱۶/دسمبر ۱۹۷۸ء کو آپ کا ٹورنٹو میں انتقال ہوا۔

عزیز احمد کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع اور متنوع تھا۔ اس میں تحقیق، تنقید، شاعری، افسانہ نگاری، ناول نویسی اور تاریخ شامل تھے۔ علمی مقالات اور تراجم اس پر مستزاد تھے۔ اُن کا مجموعۂ کلام ماہ لقا اور دوسری نظمیں ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں اُن کا تحقیقی کارنامہ سسلی میں فروغِ اسلام منظرِ عام پر آیا۔

جس دور میں عزیز احمد کی تخلیقات چھپیں، ترقی پسند تحریک عروج پر تھی۔ اس تحریک سے عزیز احمد بھی متاثر ہوئے اور اُنھوں نے ترقی پسند ادب شائع کی۔ اس تحریک کو علمی حیثیت سے متعارف کرانے میں عزیز احمد نے سردار جعفری پر سبقت حاصل کی لیکن عزیز احمد ترقی پسندوں کی نظر میں معتوب ٹھہرے کیوں کہ آپ ہر نوعیت کے جبر اور نعرے بازی کے مخالف تھے۔ دوسرے آپ اسلام ترک کرنے اور اشتراکیت کو بطورِ مذہب اور طریقِ حیات تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔ اسکول اوف اورینٹل اینڈ ایفریکن اسٹڈیز (SOAS)، لندن اور ٹورنٹو یونی ورسٹی سے وابستگی کے دوران آپ نے اسلامی علوم اور افکار پر گراں قدر تصانیف اور مقالات تحریر کیے۔[۱]

ساغرؔ نظامی کا اصل نام محمد صمد یار خاں تھا اور آپ ۲۱/دسمبر ۱۹۰۵ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ شاعری میں سیمابؔ اکبرآبادی کے شاگرد ہو گئے، استاد کے ساتھ مل کر اُنھوں نے پیمانہ نکالا لیکن بعد میں سیمابؔ اکبرآبادی سے اختلاف ہو گیا اور یہ اُن سے الگ ہو گئے۔ اس دور میں ان حضرات کی بعض کم زوریوں کا لاہور کے علمی اور ادبی حلقوں میں خوب چرچا ہوا۔ عبدالمجید سالک نے انقلاب میں 'افکار و حوادث' کے کالموں میں ان حضرات کی بعض ''خصوصیات'' کا ذکر کیا تھا۔[۲] اس کے علاوہ بھی سیمابؔ کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا تھا۔[۳]

پیمانہ تین سال جاری رہ کر بند ہوگیا۔ ۱۹۳۲ء میں میرٹھ میں ''ادبی مرکز'' اور ''ساغر پریس'' قائم کیے اور یہیں سے ماہ نامہ ایشیا شائع ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ پُونا میں آباد ہوگئے اور ''شالیمار پکچرز'' میں ملازمت اختیار کی۔ بعد میں بمبئی میں فلم انڈسٹری سے وابستہ ہوگئے۔ ان کا ۲۷رفروری ۱۹۸۴ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ بادۂ مشرق، موج و ساحل، صبوحی اور رنگ محل ساغر نظامی کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔[۴]

نمبر ۴،....[۵] ولے پارلے (بمبئی)

بخدمتِ گرامی شیخ نذیر احمد صاحب، مالک تاج، آفس محمد علی روڈ، بمبئی۔

السلام علیکم!

میں مکتوبِ ہند کے ذریعے یہ لکھے دیتا ہوں تا کہ سند رہے کہ میں اپنے کلام کے مجموعے بادۂ مشرق (مکمل بادۂ مشرق جسے مکتبۂ اردو والے شائع کر چکے ہیں اور جو نامکمل ہے اس کا بقیہ حصہ بھی میں اس کے لیے دوں گا جسے اصل کتاب میں شامل کر کے آپ یک جا مکمل شائع کریں) بادۂ مشرق، [کذا] ''مکتبۂ اردو'' کو صرف ایک ایڈیشن گیارہ سو (۱۱۰۰) تعداد میں شائع کرنے کا حق تھا جو وہ شائع کر چکے ہیں۔ اب اُنھیں یا اور کسی پبلشر کو بادۂ مشرق یا اُس کے کسی حصے کو شائع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔[۶]

میں آپ کو بادۂ مشرق اور اپنا نیا مجموعہ موج و ساحل جس کا حجم تقریباً چار سو صفحات ہوگا، دونوں آپ کو پانچ سال کے لیے شائع اور فروخت کرنے کے لیے مبلغ تین ہزار روپیہ کے عوض دیتا ہوں۔ یہ مدت آج سے شروع ہوتی ہے۔

اس مدت میں، میں ان ہر دو کتابوں یا اُن کے کسی حصے کو نہ خود شائع کروں گا اور نہ کسی دوسرے کو اجازت دوں گا۔ اس سلسلے میں تین ہزار روپے نقد وصول پائے جس کی رسید میں علاحدہ بھی ارسال کر رہا ہوں۔

نیاز کیش

ساغر نظامی

رسید

مبلغ تین ہزار روپے نقد شیخ نذیر احمد مالک، تاج آفس بمبئی سے اپنی کتابوں بادۂ مشرق اور

موج و ساحل کے معاوضے میں وصول پائے۔

ساغر نظامی(۷)

معاہدہ مابین عزیز احمد صاحب بی اے (آنرز)

Balla Vista Palace، حیدرآباد۔ حال مقیم بمبئی، فریق اوّل و شیخ نذیر احمد مالک تاج آفس بک ڈپو، بمبئی۔ فریق دوم بشرائطِ ذیل قرار پایا ہے۔

فریق اوّل یعنی عزیز احمد صاحب اپنا ایک ناول جس کا نام آگ ہے، کے جملہ حقوقِ طباعت و فروختِ دائمی فریق دوم شیخ نذیر احمد کے ہاتھ بمعاوضہ بارہ سو روپیہ (۱۲۰۰) فروخت کرتا ہے۔

فریق اوّل اس ناول کا مسودہ فریق دوم کو دے کر بارہ سو روپیہ وصول کرے گا۔

فریق دوم بارہ سو روپیہ دے کر مسودہ لے لینے کے بعد حقوق کا مالک ہوگا۔

فریق اوّل پابند ہوگا کہ اس ناول کا مسودہ اپریل ۱۹۴۶ء سے پہلے دے دے۔

فریق دوم کو ناول کا نام تبدیل کرنے کا حق ہوگا، مگر باہمی رضامندی سے۔

فریق اپنی دوسری تصنیف جو اقبال کے متعلق [ہے] فریق دوم کو ایک ہزار روپیہ کے عوض میں دے گا۔

فریق دوم اس کتاب کو صرف پانچ سال کی مدت میں جس قدر چاہے، شائع اور فروخت کرسکتا ہے۔ یہ مدت مسودے کے وصول ہونے کی تاریخ سے شروع ہوگی۔

فریق دوم اس کتاب کے پچاس (۵۰) نسخے فریق اوّل کو بلا قیمت دے گا۔

فریق اوّل	فریق دوم
عزیز احمد	نذیر احمد
۲۹ر جنوری ۱۹۴۶ء	29/1/1946

رسید

مبلغ سات سو (۷۰۰) روپیہ اور ایک سو روپیہ کی کتابیں کل آٹھ سو روپیہ وصول ہوا، جو میرے ناول آگ کے معاوضے طے شدہ ۱۲۰۰ (جس میں دو سو کی کتابیں شامل ہیں) کی پہلی قسط ہے۔ بقیہ ۳۰۰ روپیہ

اور ایک سو روپیہ کی کتابیں بقیہ مسودے کے ارسال کر لوں گا [کذا]۔

عزیز احمد[۸]

۸ر فروری ۱۹۴۶ء

Balla Vista Palace
Hyderabad Deccan

۲ر اپریل ۱۹۴۶ء

مکرمی۔ تسلیمات

ناول آگ مکمل ہو چکا ہے۔ بقیہ صفحات بذریعہ وی پی (برائے تین سو روپیہ) بھیج رہا ہوں۔ براہِ کرم وی پی فوراً وصول فرما کر ممنون فرمائیے کیوں کہ ایک ہفتے بعد کشمیر جا رہا ہوں۔

اس کے بعد ہی اقبال والی کتاب پر کام شروع کروں گا۔[۹]

مخلص

عزیز احمد

Department of English
Osmania University
Hyderabad Deccan

۳ر اگست ۱۹۴۶ء

مکرمی و محبی جناب شیخ نذیر احمد صاحب

اس سے قبل جولائی میں ایک خط لکھ چکا ہوں لیکن ابھی تک گرامی نامہ سے محروم ہوں۔ اپنے گزشتہ خط میں، میں نے لکھا تھا کہ آگ اگر آپ کو بطور ناول کے عنوان کے پسند نہ ہو تو اس کا نام آتشِ چنار رکھ دیجیے۔ آپ نے اب تک اپنے فیصلے سے مطلع نہیں فرمایا۔ مزید برآں میں نے گزارش کی تھی کہ ناول کے پروف میرے پاس بھیج دیں لیکن اسی صورت میں بھیجیے کہ ڈاک کی ہڑتال کی وجہ سے ضائع ہونے کا امکان نہ ہو۔

میں نے آپ کو اپنے ناول مرمر اور خون کے دوسرے ایڈیشن یا اس کے دائمی حقِ اشاعت کے سلسلے میں لکھا تھا اور اس کا معاوضہ ۸۰۰ مانگا تھا۔ اگر آپ [کو] اس ناول کی خریداری منظور نہ ہو تو لکھ بھیجنے میں کیا حرج ہے۔ چوں کہ یہ ناول ایک مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اس لیے میں اسے اور بھی کم معاوضے پر دینے کو

تیار ہوں مگر اس صورت میں آپ کو خود تحریر کرنا پڑے گا کہ آپ کس قدر معاوضہ دے سکیں گے۔ جواب کا بہر صورت منتظر رہوں گا۔

مخلص

عزیز احمد

۲۲۔۸۔[۱۹۴۶ء]

حبیبِ مکرّم

السلام علیکم: آپ کا خط ملا۔ شکریہ... آپ کو دو خط ایک سری نگر کے پتے اور ایک حیدرآباد کے لیے روانہ کیے تھے۔ تعجب ہے کہ آپ کو نہیں ملے۔ ہم نے آپ کا ناول آگ کے نام سے چھپوا لیا ہے۔ کیوں کہ آپ کا جواب نہیں ملا۔(۱۰)

پروف ڈاک کی گڑبڑ کی وجہ سے نہیں بھیجے گئے۔ ہم ہی نے رکھوا کر پریس کو دے دیے۔ عنقریب جلد وغیرہ بندھ کر کتاب تیار ہو جائے گی۔ تیار ہونے پر آپ کو ضرور روانہ کر دی جائے گی۔

الموزت [کذا] کور (Cover) ارسال ہے۔(۱۱)

آپ کے ناول مرمر اور خون کے متعلق یہ عرض ہے کہ اوّل تو ہم پرانی کتابیں خریدتے ہی نہیں ہیں ولیکن آپ اگر اس کا معاوضہ بہت ہی کم کر دیں تو ہم ضرور خرید یں گے۔

ورنہ ہمیں آپ اپنی نئی تصانیف دیتے رہیے۔(۱۲)

Department of English
Osmania University
Hyderabad Deccan

۶ر ستمبر [۱۹۴۶ء]

مکرمی جناب شیخ نذیر احمد!

گرامی نامہ اور اس کے دوسرے دن آگ کی دو کاپیاں ملیں۔ کتاب بہت غلط چھپی ہے اور کتابت و طباعت کی غلطیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ اس سے کتاب پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ کاش آپ مہینا بھر اور توقف فرماتے اور پوسٹل اسٹرائک کے بعد ہی سہی لیکن خود پروف دیکھ کر آپ کو بھیجتا تو ایسی افسوس ناک

غلطیاں باقی نہ رہنے پاتیں۔ گرد پوش کا ڈیزائن بہت نامناسب ہے اور یہاں کسی نے اس کو پسند نہیں کیا۔ آپ اگر مجھے لکھتے تو یہاں کسی بڑے قابل آرٹسٹ سے گرد پوش کا ڈیزائن بنوا دیتا۔ کتاب کے گرد پوش کی حد تک عرض ہے کہ اگر آپ اب بھی اس کا گرد پوش بدل دیں یعنی بجائے مطبوعہ گرد پوش کے محض سادے آرٹ پیپر پر کتاب کا نام وغیرہ چھپوا دیں اور زیادہ سے زیادہ ایسا گرد پوش رکھیں جیسے کنھیا لال کپور کے سنگ و خشت کا تھا تو میں اس کے لیے تیار ہوں کہ ایک سو روپے کی کتابیں جو آپ سے ابھی لینی باقی ہیں، وہ معاف کر دوں۔ اگر یہ ممکن ہے تو تحریر فرمائیے۔

مرمر اور خون کی بابت عرض ہے کہ ۵۰۰ تک تو کتاب کے موجودہ ناشر دینے کو تیار ہیں اور میں اس کو اس قیمت پر نہیں دے رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ رعایت آپ کے ساتھ یہ کر سکتا ہوں کہ کتاب کے دائمی حقِ اشاعت کے لیے ۶۰۰ پر دوں۔ یہ اگر آپ کو منظور نہیں تو آپ کو اختیار ہے۔

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

مخلص

عزیز احمد

حواشی

۱۔ اس کی تفصیلات مختلف مآخِذ میں موجود ہیں، مثلاً طارق محمود نے عزیز احمد کی شعری کلیات میں عزیز احمد کا مختصر لیکن جامع سوانحی خاکہ مع تصانیف پیش کیا ہے۔ (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۱۸ء)، ص ۳۶-۱۹

۔ رسالہ فن و شخصیت، 'کوائف نمبر'، بمبئی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۶

۲۔ افکار و حوادث، انقلاب، لاہور، جلد ۲، نمبر ۶۳، سہ شنبہ، ۲۰/ستمبر ۱۹۲۷ء

۔ ایضاً، جلد ۲، نمبر ۶۸، یک شنبہ، ۲۵/ستمبر ۱۹۲۷ء

۔ ایضاً، جلد ۵، نمبر ۳۶، چہار شنبہ، ۱۶/جولائی ۱۹۳۰ء

۳۔ ایضاً، جلد ۶، نمبر ۱۶، سہ شنبہ، ۷/جون ۱۹۳۱ء

۔ ایضاً، جلد ۲، نمبر ۷۴، یک شنبہ، ۲/اکتوبر ۱۹۲۷ء

۴۔ رسالہ فن و شخصیت، بمبئی، 'کوائف نمبر'، ص ۲۷۴

۵۔ لفظ پڑھا نہ جا سکا۔

۶۔ بادۂ مشرق کے دو ایڈیشن مکتبۂ اردو، لاہور نے شائع کیے تھے۔ دوسرے ایڈیشن پر سنہِ اشاعت ۱۹۴۴ء درج تھا اور تعداد ۱۱۰۰ تھی۔ دوسرے ایڈیشن میں مقدمہ، دیباچۂ اوّل اور دیباچۂ ثانی کے عنوان سے مسز سروجنی نائیڈو، مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر سیّد محمود نے ۱۹۳۵ء میں مضامین لکھے تھے۔ مسز سروجنی نائیڈو اور مولوی عبدالحق کے دیباچوں پر مقامِ تحریر دہلی درج تھا۔ ان

تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادۂ مشرق کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا اور دوسرا ایڈیشن جس کی اشاعت سے مصنف لاعلم تھے، ۱۹۴۴ء میں چھپا تھا۔

۷۔ ساغر نظامی نے اس معاہدے میں کہیں پر بھی تاریخ درج کرنے کی زحمت گوارہ نہ کی۔ پنج سالہ معاہدۂ اشاعت میں یہ تو لکھا کہ ''یہ مدت آج سے شروع ہوئی ہے۔'' لیکن تاریخ درج نہ کر کے معاہدے کو ناقص بنا دیا۔

معاہدے کے آخر میں ایک آنے کا ٹکٹ چسپاں تھا جس پر Indian Revenue درج تھا۔ اس ٹکٹ سے یہ منکشف ہوتا ہے کہ معاہدہ برطانوی دور میں طے پایا۔ بادۂ مشرق کے دوسرے ایڈیشن پر سنہ اشاعت ۱۹۴۴ء درج تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاہدہ ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۷ء کے درمیان ضبطِ تحریر میں آیا ہوگا۔ یہ معاہدہ غالباً ۱۹۴۶ء میں ہوا تھا کیوں کہ پروفیسر عزیز احمد کے معاہدے میں بھی یہی ایک آنے والا ٹکٹ استعمال ہوا تھا۔

۸۔ اس کاغذ پر ایک آنے کا ٹکٹ لگا ہوا تھا جس پر Indian Revenue تحریر تھا۔

۹۔ اقبال: نئی تشکیل، عزیز احمد، ۱۹۴۸ء میں کراچی سے بھی شائع ہوئی تھی۔ اس سے پہلے ۱۹۴۷ء میں لاہور سے چھپ چکی تھی۔

۱۰، ۱۱، ۱۲۔ یہ خط پنسل سے لکھا گیا تھا لیکن یہ تینوں جملے قلم سے بعد میں لکھے گئے تھے۔ یہ خط عزیز احمد صاحب کے ۳/اگست ۱۹۴۶ء کے خط کی پشت پر تحریر کیا گیا تھا۔ اس خط کے لکھنے والے شیخ نذیر احمد اور مخاطب عزیز احمد تھے۔

مآخذ

۱۔ احمد، عزیز، شعری کلیات، مرتبہ طارق محمود، ملتان: بیکن بکس، ۲۰۱۸ء۔

۲۔ ______، اقبال: نئی تشکیل، لاہور: مکتبۂ اردو، ۱۹۴۷ء۔

اخبارات و رسائل

۱۔ رسالہ فن و شخصیت، 'کوائف نمبر'، بمبئی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۶

۲۔ افکار و حوادث، انقلاب، لاہور، جلد ۲، نمبر ۶۳، سہ شنبہ، ۲۰/ستمبر ۱۹۲۷ء

۔ ایضاً، جلد ۲، نمبر ۶۸، یک شنبہ، ۲۵/ستمبر ۱۹۲۷ء

۔ ایضاً، جلد ۵، نمبر ۳۶، چہار شنبہ، ۱۶/جولائی ۱۹۳۰ء

۔ ایضاً، جلد ۶، نمبر ۱۶، سہ شنبہ، ۷/جون ۱۹۳۱ء

۔ ایضاً، جلد ۲، نمبر ۷۴، یک شنبہ، ۲/اکتوبر ۱۹۲۷ء